تعارف اور تبصرے

نام کتاب : ''غالب اور غمگین کے فارسی مکتوبات''

مترجم و مرتّب : پرتو روہیلہ

ناشر : مقتدرہ قومی زبان، پاکستان

ضخامت : ۱۷۰ صفحات

اشاعت : ۲۰۱۲ء

مبصّر : ڈاکٹر شاہ انجم اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج حیدرآباد، (پھلیلی)

زیرِ تبصرہ کتاب غالب اور ان کے ایک بزرگ ہم عصر حضرت میر سیّد غمگین المعروف حضرت جی (۱۷۸۰ء۔۱۸۵۱ء) کے فارسی مکتوبات کے متن اور اس کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔

جناب پرتو روہیلہ جو زیرِ نظر خطوط کے مترجم و مرتّب ہیں اس سے قبل بھی غالبیات میں قابلِ قدر کارنامے انجام دے چکے ہیں۔ ''آپ کا اصل نام مختار علی خان ہے۔ آپ کی نثر اور نظم کے سات مجموعے ہیں۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں صدارتی تمغۂ حسن کارکردگی بھی عطا ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ۲۰۰۹ء میں آپ کو ''کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالبؔ'' پر جو غالب کے تمام متداولہ فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ ہے، ستارۂ امتیاز سے بھی نوازا گیا۔'' (ملخصاً از تعارف)

غالبؔ اور حضرت غمگین کی زیرِ نظر مراسلت ۱۸۳۷ء تا ۱۸۴۰ء کے درمیان یعنی صرف تین برس ہی جاری رہ سکی۔ اس دوران غالبؔ نے حضرت جی کے نام دس فارسی مکتوبات تحریر کیے جب کہ غالبؔ کے نام مکتوب الیہ حضرت جی کے صرف چار فارسی مکتوبات لکھے گئے۔

غالب کی نظر میں حضرت غمگین کا جو مرتبہ تھا وہ ذیل کے اقتباسات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں ان کے مطالعے سے ترجمے کی خصوصیات کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا چناں چہ اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنے شوق کا ممنون ہوں کہ اس نے مجھے ایسے دل میں جگہ دی ہے کہ جب تک ستّر پانیوں سے اپنا منہ اور زبان نہ دھولوں اس کا نام لینے کے لائق نہیں۔ نیک بختی کے ستارے کی روشنی، چمن افادت کی بہار، بے کراں نوازشات کا منبع، خدا کی رحمت کے حصول کا ذریعہ، نور الانوار کا فروغ یافتہ، ہدایتِ ابدی اور راہ یابی ازلی کے ذریعے مقام جمع الجمع کے راہ یافتہ مرشدی و مولائی و مخدومی حضرت میر سیّد علی۔" (خط۔۸)

اسی طرح غالب کے ایک اور خط میں حضرت غمگین کی رباعی کی داد دیتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں کہ:

"رباعی کے مضمون کی تازگی نے مجھے بے خود کر دیا۔ خدا کی قسم کسی شاعر کا خیال اس نکتے تک نہیں پہنچا اور کسی کی اس مضمون تک رسائی نہیں ہوئی۔ زاہدوں کی پیشانی کے داغ کو نیلے قشقے سے تشبیہ دینا پاکیزہ و تازہ دلکش (خیال) ہے۔" (خط۔۳)

زیرِ نظر خطوط غالب کے مطالعے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ غالب، حضرت غمگین کی رباعیات کے کتنے قدر دان تھے۔ خاص طور پر آپ کی رباعیات کے مجموعے "مکاشفات الاسرار" کے نقل لینے کے لیے کتنے شائق اور بے چین دکھائی دیتے ہیں۔

زیرِ نظر خطوط کی تین فضیلتیں بھی دیباچہ مرتّب سے ظاہر ہوتی ہیں:

۱۔ غالب کے یہ سارے خطوط (سوائے ایک کے) آثارِ غالب میں نئی دریافت ہیں۔ اسی طرح غالب کے نام حضرت غمگین کے یہ چار خطوط بھی اہم اور نئی دریافت ہیں۔

۲۔ یہ سارے خطوط اپنی جگہ اپنے مضامین و مطالب کے اعتبار سے بھی تشنگانِ ادب کے لیے ایک انمول تحفہ ہیں۔

۳۔ ان مکتوبات کی تیسری فضیلت جناب مترجم و مرتّب کی ذات کے حوالے سے ہے کہ ان کے وسیلے سے یہ ادبی دنیا تک پہنچ رہے ہیں۔

جناب خورشید رضوی نے اپنے پیش گفتار میں درست فرمایا ہے کہ: "غالب کی فارسی نثر کو سمجھنا اور پھر اُسے خوانا (Readable) اردو نثر میں ڈھالنا مشکل اور محنت طلب کام تھا۔ ان تراجم کی انفرادیت محض رواں دواں ہونا ہی نہیں بلکہ یہ کہ مترجم نے فارسی متن کی ساخت اور اسلوب اظہار کا ذائقہ اردو میں بھی برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔"

فاضل مترجم و مرتّب نے "واحد متکلم" کے عنوان سے جو دیباچہ تحریر کیا ہے وہ ان کی غالب شناسی کا بھی ثبوت ہے۔ اس دیباچے میں آپ نے ان خطوط کی دریافت، اشاعت اور ترجمے کے احوال پر بھی محققانہ اور ناقدانہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ غالب کے یہ خطوط پہلی بار پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی معرفت ڈاکٹر سید عبداللہ اور سید وزیر الحسن عابدی کی مساعی جمیلہ سے اورینٹل کالج میگزین کے شمارہ فروری ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئے تھے۔

جناب پرتو روہیلہ نے اپنے دیباچے میں حضرت غمگین اور مرزا غالب کے تعلقات کے ساتھ ساتھ ہر دو شخصیات کی حیات، معتقدات، علمی و نظری اختلافات اور ان پر ہونے والی تمام قابل ذکر تحقیقات کا ایسا جامع بیان کیا ہے جو صرف ایک متخصص ہی کے بس کی بات ہے۔

چوں کہ ڈاکٹر مسعود احمد کے حوالے سے یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ غالبؔ، حضرت غمگین کے نہ صرف مرید ہو گئے

تھے بلکہ آپ سے مشورۂ سخن بھی کیا کرتے تھے۔ چناں چہ جناب پرتو روہیلہ نے ان بیانات کی نہ صرف یہ کہ چھان بین کرتے ہوئے تردید کی بلکہ حقیقتِ حال بھی واضح کر دی ہے۔ ان ضمن میں آپ نے جن حضرات کے حوالوں سے اپنی رائے کی توثیق کی ہے ان میں مولانا حالیؔ، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، میکش اکبر آبادی اور ڈاکٹر سید جمیل اختر نظمی شامل ہیں۔

اب اس کتاب میں ایک محلِ نظر بیان کی تصریح کے ساتھ ساتھ پروف ریڈنگ کے حوالے سے جو چند اغلاط سامنے آئی ہیں اس کا بیان کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ اشاعت میں اسے درست کر دیا جائے گا یا پھر ایک اغلاط نامہ بھی آغاز کتاب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

☆ دیباچے کے صفحہ ۲۲ پر مولوی سراج الدین احمد اور غالبؔ کی مراسلت کے حوالے سے یہ درج ہے: ''ایک یہودی کے خسرو اسفندیار کی فارسی کی تصنیف ۰۰۰ داستانِ مذاہب''۔ نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض ہے کہ یہاں جناب مرتّب کو واضح کرنا چاہیے تھا کہ کے خسرو اسفندیار، یہودی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے نظریات سے اس کا مذہب و مسلک واضح نہیں ہوتا۔ بعض نے اسے زرتشت بھی بتایا ہے۔ یہ شخص ملاّ موید شاہ کشمیری سے بہت متاثر تھا۔ یاد رہے کہ دارا شکوہ، حضرت میاں میر کے علاوہ جن بزرگ سے متاثر تھے وہ مذکورہ شخصیّت بھی یہی ملاّ موید شاہ کشمیری تھے۔ جب کہ کتاب کا نام بھی ''داستانِ مذاہب'' نہیں بلکہ ''دبستان مذاہب'' ہے۔ واضح رہے کہ یہ کتاب پہلے محسن فانی کے نام سے منسوب ہو کر بمبئی سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۵ء میں ایران سے بہت عمدہ طور سے دو جلدوں میں چھپی۔ اس کے کوائف یہ ہیں: ''دبستانِ مذاہب'' مصنّفہ، کے خسرو اسفندیار مرتبہ رحیم رضا زادہ ملک، کتاب خانہ طہوری، تہران علاوہ ازیں ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے بھی اس کا نامکمل اردو ترجمہ جناب رشید جالندھری نے شائع کیا۔

☆ صفحہ ۴۶ پر مکتوبِ غالب کے اردو ترجمے کا متن ہے جب کہ صفحہ ۹۹ پر اس مکتوب کا فارسی متن ہے، دونوں مقامات پر درج ذیل غلطی پائی جاتی ہے:

صفحہ ۴۶ مکتوب غالب: دردل زتمنائے قدمبوس تو شوریست۔ ترجمے میں ''تمنا'' کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ لکھا ہے: ''میرے دل میں تیری قدمبوسی کے سبب ایک ہنگامہ مچا ہوا ہے۔'' حالاں کہ مصرعے سے صاف ظاہر ہے کہ دل میں ہنگامہ قدمبوسی کے سبب نہیں بلکہ تمنائے قدمبوسی کے سبب مچا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۹۹ پر فارسی متن میں مذکورہ مصرعے ہی میں ''تمنائے'' کا املا غلط ہے۔

☆ صفحہ ۴۹ پر بجائے ''درود'' کے ''درود'' ہے۔

☆ صفحہ ۵۰ پر بجائے ''کو'' کے ''کر'' ہے۔

☆ صفحہ ۵۱ پر مکتوب غالب ۶۔ ذیل کے مصرعے: خس پندارد کہ ایک کشاکش بااوست میں ''ایک'' نہیں ''این'' ہونا چاہیے یعنی: خس پندارد کہ این کشاکش بااوست۔

☆ صفحہ ۵۳ پر بجائے ''کوثر'' کے ''توثر'' اور ''انتہا'' کے بجائے ''اتنہا'' ہے۔

☆ صفحہ ۵۵ پر بجائے ''روانگی سفر'' کے ''رونگی سفر'' ہے۔ اسی طرح ''مثنوی'' کی جگہ ''مشنوی'' یعنی ث کی جگہ ش ہے۔ اور بجائے ''ہی'' کے ''بھی'' ہے۔ ''کس کی جگہ ''کسی'' ہے نیز ایک جملے میں حروفِ ربط: ''میں کہ'' مکرّر درج ہے۔ یعنی